72242 ـ كيا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا حكم وجوب كا فائدہ ديتا ہے ؟

سوال

كيا جو بهى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم ہميں حكم ديں وہ فرض ہوتا ہے ؟
اگر جواب ہاں ميں ہو تو پھر اس اور درج ذيل حديث ميں موافقت كس طرح دے سكتے ہيں حديث كا معنى يہ ہے:
" ميں نے جس سے تمہيں روكا ہے اس سے رك جاؤ، اور جس كا حكم ديا ہے اس پر حسب استطاعت عمل كرو "
اور اگر جواب نفى ميں ہو تو پھر مثال كے طور پر داڑھى پورى ركھنا فرض كيوں ہے سنت كيوں نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

شريعت ميں وارد شدہ اوامر تين قسم كے ہيں:

پہلى قسم:

امر كے ساتھ ايسے قرائن ملے ہوں جو وجوب اور فرضيت پر دلالت كرتے ہوں، جيسا كہ اللہ تعالى كا فرمان ہے:

اور نماز قائم كرو البقرة (43).

كتاب و سنت كے قطعى دلائل اور مسلمانوں كا اجماع اس پر دلالت كرتا ہے كہ يہاں نماز پنجگانہ پابندى سے ادا كرنے كا حكم اور امر وجوب كے ليے ہے.

دوسرى قسم:

امر كے ساتھ ايسى چيز ملى ہو جو اس پر دلالت كرتى ہو كہ يہ امر وجوب كے ليے نہيں، مثلا رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا صحيح بخارى ميں فرمان ہے:

" مغرب كى نماز سے قبل نماز ادا كرو، اور تيسرى بار آپ صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: جو چاہتا ہے وہ ادا كرے، آپ نے يہ اس ليے فرمايا كہ كہيں لوگ اسے سنت ہى نہ بنا ليں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (183).

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان " جو چاہے " اس کی دلیل ہے کہ یہاں " نماز مغرب سے قبل نماز ادا کرو " میں جو امر اور حکم ہے وہ وجوب کے لیے نہیں.

تیسری قسم:

امر کے ساتھ کوئی بھی قرینہ نہ پایا جائے یعنی امر قرائن سے خالی ہو، اسے علماء کرام امر مطلق کا نام دیتے ہیں، اس کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ نہیں جو وجوب وغیرہ پر دلالت کرتا ہو اور یہ حکم وجوب کے لیے ہو گا.

اسی لیے علماء کہتے ہیں: قرائن سے خالی امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے "

مذاہب اربعہ کے جمہور علماء کرام کا یہی مسلك ہے.

دیکھیں: شرح الکوکب المنیر (3 / 39).

انہوں اس کا استدلائل کتاب و سنت کے بہت سارے دلائل سے کیا ہے.

قرآن مجید کے دلائل:

1 ـ ارشاد باری تعالی ہے:

کسی بھی مومن مرد اور مومن عورت کو اللہ تعالی اور کے رسول کے فیصلے کے بعد اپنے کسی امر کا کوئی اختیار باقی نہیں رہتا، اللہ تعالی اور اس کے رسول کی جو بھی نافرمانی کرے گا وہ صریح گمراہی میں پڑے گا الاحزاب (36).

اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنے اور اپنے رسول کے امر اور حکم کو اختیار میں مانع قرار دیا ہے، اور یہ اس کے وجوب کی دلیل ہے. اھ

دیکھیں: مذکرہ للشنقیطی (191).

2 ـ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

ان لوگوں کو ڈر جانا چاہیے جو رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان پر زبردست آفت نہ آ پڑے، یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے النور (63).

اللہ سبحانہ و تعالی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو فتنہ یا عذاب الیم کی وعید سنائی ہے، اور وعید اسی وقت آتی ہے جب ترک واجب ہو، تو یہ اس کی دلیل ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلق امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے. اھ

دیکھیں: شرح الورقات للفوزان (59).

اور قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس آیت سے فقہاء نے استدلال کیا ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے " اھ

دیکھیں: تفسیر قرطبی (12 / 322).

3 ۔ اس کے دلائل میں یہ فرمان باری تعالی بھی ہے جس میں اللہ تعالی نے حکم کے باوجود ابلیس کو سجدہ نہ کرنے کے متعلق کہا:

ارشاد ربانی ہے:

جب میں نے تجھے حکم دیا تو تجھے سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا الاعراف (12).

اللہ تعالی نے ابلیس کو حکم کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ڈانٹا. اھ

الشنقیطی (192).

4 ۔ ارشاد باری تعالی ہے:

کیا تو بھی میرے حکم کا نافرمان بن بیٹھا طہ (93).

اور فرشتوں کے متعلق اللہ کا فرمان ہے:

وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے جو انہیں حکم دیتا ہے التحریم (6).

یہ اس کی دلیل ہے کہ امر کی مخالفت معصیت و نافرمانی ہے. اھ

الشنقیطی (192).

5 ۔ ارشاد باری تعالی ہے:

اور جب انہیں رکوع کرنے کا کہا جاتا ہے تو وہ رکوع نہیں کرتے المرسلات (48).

رکوع کرنے کا حکم تسلیم نہ کرنے کی بنا پر ان کی یہ مذمت ہے، اور یہ وجوب کی دلیل ہے. اھـ

دیکھیں مذکرہ شنقیطی (192).

امر مطلق کے وجوب کا فائدہ دینے کی سنت نبویہ میں بہت دلیلیں ہیں، جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

1 ۔ بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا کا قصہ جس میں ہے کہ جب وہ آزاد ہو گئیں اور اپنے خاوند جو کہ غلام تھا سے فسخ نکاح کو اختیار کیا، حالانکہ اس کا خاوند اس سے بہت محبت کرتا اور مدینہ کی گلیوں میں اس کے پیچھے روتا پھرتا حتی کہ آنسو رخساروں پر ہوتے اور وہ اسے راضی کرنے کی کوشش کرتا تا کہ وہ اسے قبول کر لے لیکن وہ ایسا نہ کرتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ سے اس کی سفارش کی حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا:

اے بریرہ اللہ سے ڈر جاؤ، وہ تیرا خاوند اور تیرے بچوں کا باپ ہے، تو وہ کہنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے اس کا حکم دے رہے ہیں ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

نہیں بلکہ میں تو سفارشی ہوں، تو وہ کہنے لگی: مجھے اس میں کوئی حاجت نہیں "

سنن ابو داود حدیث نمبر (2231) علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے صحیح ابو داود حدیث نمبر (1952) میں اسے صحیح قرار دیا ہے، اور امام بخاری نے صحیح بخاری حدیث نمبر (5283) میں دوسرے الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" بریرہ رضی اللہ تعالی عنہا نے " کیا آپ مجھے حکم دیتے ہیں ؟ " اس لیے کہا تھا کہ مسلمانوں کے ہاں یہ بات طے شدہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنا واجب ہے. اھ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (1 / 317).

2 ۔ سنت نبویہ کے دلائل میں یہ حدیث بھی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اگر میں اپنی امت یا لوگوں پر مشقت نہ سمجھوں تو انہیں ہر نماز کے ساتھ مسواک کا حکم دے دوں "

صحیح بخاری حدیث نمبر (887) صحیح مسلم حدیث نمبر (252).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ امر وجوب کے لیے ہے یہ دو وجہوں سے ہے:

پہلی وجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندوب کے ثبوت کے ساتھ امر کی نفی کی ہے، اور اگر یہاں امر ندب کے لیے ہوتا تو نفی جائز نہیں تھی.

دوسری وجہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امر کو ان کے لیے مشقت قرار دیا، یہ اس صورت میں ہی ہو سکتا ہے جب امر وجوب کے لیے ہو، کیونکہ مندوب میں کوئی مشقت نہیں، کیونکہ اس کا ترک کرنا جائز ہوتا ہے. اھـ

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا امر جب مطلق ہو تو وہ وجوب کا متقاضی ہے. اھـ

دیکھیں: مجموع الفتاوی (22 / 29).

دوم:

اس قاعدہ اور اصول:

" اصل میں امر وجوب کے لیے ہوتا ہے "

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان:

" جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ، اور جب تمہیں کوئی حکم دوں تو حسب استطاعت اس پر عمل کرو "

صحیح بخاری حدیث نمبر (7288) صحیح مسلم حدیث نمبر (1337).

اس میں زیادہ سے زیادہ یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت حسب استطاعت کی جائے، اور یہ شریعت کی رحمت اور اس کا کمال ہے، اور یہ چیز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کےساتھ ہی خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالی کے حکم کی اطاعت بھی استطاعت کے ساتھ مقید ہے.

جیسا کہ فرمان باری تعالی ہے:

حسب استطاعت اللہ کا تقوی اختیار کرو التغابن (16).

اور ایك دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالی ہے:

اللہ تعالی کسی بھی جان کو اس کی استطاعت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا البقرۃ (286).

امام نووی رحمہ اللہ مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں:

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم:

" جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو تم اس پر حسب استطاعت عمل کرو "

یہ اسلام کے اہم ترین قواعد اور اصول اور جوامع الکلم میں سے ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیے گئے، اور اس میں وہ احکام داخل ہوتے ہیں جن کا شمار نہیں، مثلا ساری قسم کی نمازیں، چنانچہ جب کوئی شخص نماز کے بعض ارکان اور بعض شروط کی ادائیگی سے قاصر اور عاجز ہو تو وہ باقی کی ادائیگی کریگا، اور جب وضوء یا غسل کے بعض اعضاء تك پانی پہنچانے سے معذور اور عاجز ہو تو جتنا ممکن ہو سکے وہ دھوئے گا.

اور اگر کسی شخص کے پاس اتنا ہی پانی ہو جو اس کی طہارت یا غسل نجاست کے لیے کافی ہو تو وہ جتنا ممکن ہو سکے اتنا ہںکریگا، اور اگر کوئی شخص اتنا ہی کپڑا پائے جس سے اس کا کچھ ستر ڈھانپا جا سکتا ہو تو وہ اتنا ہی کرےگا، یا پھر فاتحہ میں سے کچھ حفظ کی تو وہ جتنا ممکن ہو اتنا ہی کریگا، اس طرح کی مثالیں اور اشیاء بےشمار ہیں، جو کتب فقہ میں مشہور ہیں، اصل پر متنبہ کرنا مقصود ہے" انتہی مختصرا.

اللہ سبحانہ و تعالی نے رکن اسلام کے رکن حج جو کہ عظیم فریضہ ہے کے متعلق فرمایا ہے:

اور لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جو اس تك پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو آل عمران (97).

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کی بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا داڑھی بڑھانے اور زیادہ کرنے کا حکم فرض

اور وجوب پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اصل میں امر وجوب کا فائدہ دیتا ہے، اور اس معنی سے پھیرنے کا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا.

داڑھی بڑھانے کےمتعلق آپ تفصیلی بیان سوال نمبر (1189) (48960) اور (8196) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

واللہ اعلم .